2299

بسم الله الرحمن الرحيم ○ الٓمّٓ ○ 1 أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا
وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○ 2 وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ
صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ○ 3 أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَن
يَسْبِقُونَا ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ○ 4 مَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۚ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ 5 وَمَن جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ
لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ○ 6 وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ
سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ 7

الف لام میم * کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی * اور بے شک ہم نے ان سے اگلوں کو جانچا تو ضرور اللہ سچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا * یا یہ سمجھے ہوئے ہیں وہ جو برے کام کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں * جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو تو بے شک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے اور وہی سنتا جانتا ہے * اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے بھلے کو کوشش کرتا ہے بے شک اللہ اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے * اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ہم ضرور ان کی برائیاں اتار دیں گے اور ضرور انہیں اس کام پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب کاموں میں اچھا تھا *

(۲۹/ ۱ تا ۷ * ت: ک)

۱۔ الف لام میم حروف مقطعات ہیں۔

۲۔ سید عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور حضور کے دامن سے وابستہ ہو جانا کفار مکہ کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ خون اور قرابت کے سارے رشتے، دوستی اور محبت کے سارے تعلق ٹوٹ جاتے حتی کہ مروت و احسان کے سارے احساسات بھی یکسر ختم ہو جاتے۔ حق قبول کرنے کے جرم میں ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی جاتی۔ اللہ تعالیٰ تسلی سے انہیں مالامال فرما رہا ہے کہ ہم پر ایمان لانے والے

2300

کو آزمائش کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں صرف کہہ دینا کہ ہم مومن ہیں کافی نہیں اس لئے امتحان کے ان حالات
کو ہمت، صبر و عزم سے طے کرتے جاؤ اس کا انجام بڑا دل خوش کن ہوگا

۳۔ فرمان الہٰی ہے کہ پہلے جو ایمان لائے ان کو بھی ہم نے اسی طرح آزمایا جس طرح تم آزمائے جا رہے ہو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ مصیبتیں صرف تم ہی برداشت نہیں کر رہے ہو بلکہ تم سے پہلے کفار کا یہ طریقہ
تھا کہ مومن کو پکڑتے اس کے لئے ایک گڑھا کھودتے پھر اسے گڑھے میں اس کمر تک گاڑ دیتے پھر آری لا کر اس کے
سر پر چلائی جاتی اور کاٹ کر اس کے دو حصے کر دیے جاتے بعض پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں ان کے
گوشت اور ہڈیوں کو الگ الگ کر دیا جاتا اس کے باوجود وہ مومن اپنے دین پر ثابت قدم رہتے۔
اللہ کی قسم یہ دین پر سو پھیلے گا اس کے ظل سایوں میں اتنا امن و امان ہوگا کہ صنعا سے چل کر ایک شخص
حضر موت تک سفر کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ آخر میں فرمایا لیکن تم جلد بازی کرتے

* اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کے صدق اور کذب کو اپنے علم ازلی قدیم سے جانتا ہے اس کو عالم واقع میں ظہور پذیر
ہوتے دیکھ لے (قرطبی) اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی سے ہر شخص کے جملہ احوال کو از اول تا آخر جانتا ہے (ضیاء القرآن)

۴۔ تکلیف دینے والوں کو بھی آگاہ کیا جاتا کہ یہ برائی کرنے والے یہ نہ سمجھیں کہ ہم سے بڑھ جائیں گے
یعنی ہمارے قابو میں نہ آئیں گے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ہم بہت جلد اپنے نبی کی مدد کریں گے
سرکشوں کے سر توڑ دیں گے چنانچہ چند روز بعد ایسا ہی ہوا۔ (تفسیر حقانی)

۵۔ جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہو سو اللہ تعالیٰ (سے ملنے کا) وہ معین وقت ضرور آنے والا ہے اور وہی
سب کچھ جاننے والا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس جگہ رجاء کا معنی ہے خوف یعنی جو شخص (دنیا میں)
اللہ کے دیدار کا خواہش مند ہے۔ "اجل اللہ" یعنی اللہ سے ملنے کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے۔ مقاتل نے
کہا اس سے مراد ہے قیامت کا دن۔ "وھو السمیع" اور وہ اپنے بندوں کے اقوال سننے والا ہے
اور ان کے عقائد اور اعمال کو جاننے والا ہے۔

۶۔ اور جو جہاد کرتا ہو وہ اپنے فائدہ کے لئے جہاد کرے گا اللہ کو تو دنیا جہان میں سے کسی بات کی ضرورت
نہیں (وہ سب سے بے نیاز ہے) یعنی جو میدان جنگ میں اللہ کے دشمنوں سے لڑے گا یا اپنے نفس
سے جہاد کرے گا ممنوعہ خواہشات سے اپنے آپ کو روکے گا شیطان کا مقابلہ کرے گا اطاعت خداوندی

یہ جو بہت سا شیطانی وسوسوں کو دفع کرتا ہے * لوگوں کی عبادت و اطاعت کی اللہ کو حاجت نہیں اس نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم محض اپنی رحمت سے دیا اور انہی کے فائدے کے لئے دیا۔

۷۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کے برے کام ان سے ساقط کر دیں گے یعنی نیکی کے ذریعہ سے برائیاں دور کر دیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "پانچوں نمازیں (باہم ایک وقت سے دوسرے وقت تک) اور جمعہ کی نماز (آئندہ) جمعہ تک اور رمضان (گزشتہ سے آئندہ) رمضان تک درمیانی گناہوں کو اتار دینے والے ہیں بشرطیکہ بندہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہے (رواہ مسلم) * ان کو (سب سے اچھے) اعمال کا بدلہ دیں گے۔ سب سے اچھا عمل ہے طاعت یعنی ہم ان کی طاعت کو ضائع نہیں کریں گے۔ بعض کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے اعمال سے زیادہ ان کو جزا دیں گے دس گنے سے سات سو گنے تک اور اس سے زائد جتنا اللہ چاہے (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے * حَسِبَ : گمان کیا، سمجھا، خیال کیا * یُترَکُوا : وہ چھوڑ دیے جائیں گے * یُفتَنُونَ : وہ مصیبت میں مبتلا کئے جاتے ہیں * فَتَنَّا : ہم نے آزمائش کی، ہم نے آزمائش میں ڈالا، ہم نے سزا دی، ہم نے مصیبت سے بچایا * یَسبِقُونَ : اس سے وہ سبقت نہیں کرتے * اَحسَنَ : اچھا * (ل ق)

تفہیمی خلاصہ : لوگوں نے کیا یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کے دعویٰ ایمان پر ہم ان کو بغیر آزمائش کے جانے دیں گے۔ ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی جانچے گئے۔ بالیقین اللہ تعالیٰ جو سچے ہیں اور جو سچے نہیں ہیں ان سے واقف ہوگا۔ برائیوں اور گناہوں میں مبتلا افراد نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ وہ اللہ کی گرفت سے بچے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ کس طرح کے برے خیالات کر رہے ہیں * جس کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی توقع ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ وقت آنے والا ہے اللہ تعالیٰ سب سننے اور سب جاننے والا ہے۔ جتنے اعمال جہد کرنے والے ہیں وہ صرف اپنے لئے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام جہانوں اور جہان کے لوگوں سے بے پروا مستغنی ہے۔ جو ایمان لائے اور صالح اعمال کئے ان کو قبول کرکے ان کے تمام معاصی کو ان کے نامۂ اعمال سے دور کر دیں گے اور ان لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کا بہترین اور اعلیٰ اجر عطا کریں گے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ
لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ط إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۝ ٩ وَمِنَ
النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ
كَعَذَابِ اللَّهِ ط وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ط
أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ۝ ١٠ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ
الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ
۝ ١١

اور ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے اور (ہاں) اگر وہ اس بات پر اصرار کریں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک کرے کہ جس کو تو جانتا بھی نہ ہو تو پھر ان کا کہنا نہ ماننا تم سب کو میرے پاس آنا ہے تب میں تم کو بتلا دوں گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے * اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے تو ان کو ہم ضرور نیک بندوں میں داخل کریں گے * اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر آپ کے رب کے پاس سے مدد آجاتی ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے اور کیا خدا دنیا جہان کے دلوں کی بات کو نہیں جانتا * اور البتہ اللہ ایمان داروں کو جان کے رہے گا اور منافقوں کو بھی * (۲۹/۸ تا ۱۱ * ت:ج)

۳۳۱۴ (۳۳۵۲ تا ۳۳۸۹) 23/5/14 6/6/12

۸ :- اور ہم نے آدمی کو تاکید کی کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی " احسان اور نیک سلوک (شانِ نزول) یہ آیت اور سورہ لقمان اور سورہ احقاف کی آیتیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں و بقول ابن اسحٰق سعد بن مالک زہری کے حق میں نازل ہوئیں ان کی ماں حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ تھی حضرت سعد سابقین اولین میں سے تھے اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا تو نے یہ کیا نیا کام کیا خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں اور تیری ہمیشہ کے لئے بدنامی ہو اور

تجھے ماں کا عاق کیا جائے پھر اس نے صبح تک فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا نہ پیا نہ سایہ میں بیٹھی اس سے ضعیف
ہو گئی پھر ایک رات دن اسی طرح رہی تب حضرت سعد اس کے پاس آئے اور آپ نے کہا کہ اے ماں اگر تیری سو جانیں
ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں تو چاہے کھا چاہے مت کھا۔ جب وہ
حضرت سعد کی طرف سے مایوس ہو گئی کہ یہ اپنا دین چھوڑنے والے نہیں تو کھانے پینے لگی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ
آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے
۸۔ ”اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہا نہ مان“ کیوں کہ
جس چیز کا علم نہ ہو اس کو کسی کے کہنے سے مان لینا تقلید ہے معنی یہ ہوئے کہ واقع میں میرا کوئی شریک نہیں
تو علم و تحقیق سے تو کوئی بھی کسی کو میرا شریک مان ہی نہیں سکتا محال ہے رہا تقلیداً بغیر علم کے میرے
لئے شریک مان لینا یہ نہایت قبیح ہے اس میں والدین کی ہرگز اطاعت نہ کر“ ”میری طرف ہی تمہارا پھرنا
ہے تو میں بتا دوں گا تمہیں جو کچھ تم کرتے تھے“ تمہارے کردار کی جزا دے کر۔ (کنز الایمان)
۹۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی سنگت اور معیت بہت بڑی نعمت ہے اور ایمان اور عمل صالح کی بہترین جزا ہے
۱۰۔ وہ لوگ جو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ راستہ ہموار ہے
یہاں کوئی نشیب و فراز نہیں۔ گویا زحمت کو ادا کئے بغیر منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے لیکن ان کی توقع
کے خلاف جب مصائب و آلام کے کالے بادل گھر کر آجاتے ہیں تو اس وقت وہ اپنے بچاؤ کی خاطر اسلام سے اپنا
رشتہ توڑ لیتے ہیں ان کا متعلق فرمایا جا رہا ہے کہ انہیں رحمت الٰہی سے محروم کر دیا جائے گا کیوں کہ دشمنان اسلام
کے ظلم و ستم سے تو وہ خائف ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے انہیں ڈر نہ آیا محض اپنی جان بچانے کے لئے
یا دیگر مالی منفعتوں کی خاطر انہوں نے عہد وفا توڑ ڈالا ✱ جو لوگ ہوا کا رخ دیکھ کر اپنے نظریات و عقائد
میں ردوبدل کر لینے کے خوگر ہیں وہ اگر اسلام قبول کرنے کا اقرار بھی کر لیں جب کہ انہیں اپنی جان اور اپنے
مال کا کوئی خطرہ نہ ہو تو ان کا اقرار قابل اعتماد نہیں۔ (ضیاء القرآن)
۱۱۔ اور اللہ ضرور جان کر رہے گا ان کو جو (سچے دل سے) ایمان لائے اور منافقوں کو بھی ضرور جان کر
رہے گا یعنی ہر شخص کو اس کے پوشیدہ ضمیر کے مطابق بدلہ دے گا۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے ✱ وَصَّیْنَا: ہم نے حکم دیا ✱ تُطِعْهُمَا: تو ان دونوں کی اطاعت کر ✱

R304

اُوْذِیَ : وہ ستایا گیا، اسے ایذا دی گئی * صُدُوْر : سینے * یَعْلَمَنَّ : جان لے گا۔ (انشاء اللہ

تفہیمی خلاصہ * اللہ تعالیٰ نے انسان کو حکم فرمایا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں اور اگر وہ اس بات کے لئے کوشش و اصرار کریں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کریں جو تمہارے لئے نامعلوم ہو تو اس امر میں ان کی تابعداری نہ کرنا تم سب کو اللہ کی طرف واپس لوٹنا ہے تب اللہ تعالیٰ تمہیں بتائے گا کہ تمہارے کیا اعمال تھے۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال میں زندگی گزاری تو وہ زمرہ صالحین میں شامل ہو داخل کئے جائیں گے۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر لیکن جب راہ حق میں انہیں ستایا جائے جو آزمائش ہے تو گھبرا جاتے ہیں اور اپنے تحفظ کے لئے ایمان سے رخ پھیر لیتے ہیں اور اگر نصرت و کامیابی ملے تو کہتے ہیں کہ ہم مومنوں کے ساتھ تھے اللہ تعالیٰ ہر بات سے واقف ہے جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں اور منافقین دونوں سے واقف ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا
هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ١٢ وَلَيَحْمِلُنَّ
اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ ۝ ١٣ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ
اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ١٤ فَاَنْجَيْنٰهُ
وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ١٥ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ
قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ١٦

اور کہا کافروں نے ایمان والوں سے تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھا لیں گے تمہارے گناہوں (کا بوجھ) کو۔ اور وہ نہیں اٹھا سکتے ان کے گناہوں سے کچھ بھی وہ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں * اور وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور دوسرے کئی بوجھ اپنے (گناہوں) کے بوجھوں کے ساتھ۔ اور ان سے باز پرس ہوگی قیامت کے دن ان (افتراؤں) کے متعلق جو وہ گھڑا کرتے تھے * اور بیشک ہم نے بھیجا نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو وہ ٹھہرے رہے ان میں پچاس کم ہزار سال آخر کار آ لیا انہیں طوفان نے اس حال میں کہ وہ ظالم تھے * پس ہم نے نجات دے دی نوح کو اور کشتی والوں کو اور ہم نے بنا دیا اس کشتی کو ایک نشانی سارے جہان والوں کے لئے * اور ابراہیم کو یاد کرو جب آپ نے فرمایا اپنی قوم کو کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرتے رہا کرو یہی بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو *

(۲۹/۱۲ تا ۱۶ * ت: ض)

۱۲۔ اور کہا کافروں نے مسلمانوں سے ہو لے ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے۔ کفار مکہ نے مومنین قریش سے کہا تھا کہ تم ہمارا اور ہمارے باپ دادوں کا دین قبول کرو تمہیں اللہ کی طرف سے جو مصیبت پہنچے گی اس کے ہم کفیل ہیں اور تمہارے گناہ ہماری گردن پر یعنی اگر ہمارے طریقہ پر رہنے سے اللہ تعالیٰ تم کو پکڑے اور عذاب کیا تو تمہارا عذاب ہم اپنے اوپر لے لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی ہے حالانکہ وہ ان کو

2306

وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھائیں گے بیشک وہ جھوٹے ہیں

۱۳۔ بے شک ضرور اپنے "کفر و معاصی کے" بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ" ان کے گناہوں کے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا اور راہ حق سے روکا۔ حدیث شریف میں ہے جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالا اس پر اس طریقہ کے نکالنے کا گناہ بھی ہے اور قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے گناہ بھی بغیر اس کے کہ ان پر سے ان کے گناہوں میں کچھ بھی کمی ہو (مسلم شریف)" اور ضرور قیامت کے دن پوچھے جائیں گے جو کچھ بہتان اٹھاتے تھے" اللہ تعالی ان کے اعمال و افترا، سب کا جاننے والا ہے لیکن یہ سوال توبیخ کے لئے

(کنزالایمان)

۱۴۔ "اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف (ہدایت کرنے کے لئے) بھیجا سو وہ ان کے اندر پچاس سال کم ایک ہزار برس (ہدایت میں مشغول) رہے۔ آخر ان کو طوفان نے آپکڑا۔ اس لئے کہ وہ ظالم تھے" جو چیز حد سے زیادہ گردش کرے خواہ ہوا ہو یا پانی یا کچھ اور اس کو طوفان کہتے ہیں۔ اس جگہ طوفان آب مراد ہے۔ طوفان نے نوحؑ کی قوم کو آپکڑا جس میں سب ڈوب گئے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت نوحؑ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اور ساڑھے نو سو سال قوم کی ہدایت فرمائی۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال حیات رہے۔ ایک ہزار پچاس برس کی عمر میں وفات پائی بعض کہتے ہیں ایک ہزار چار سو برس عمر پائی۔

۱۵۔ "پھر ہم نے نوحؑ کو اور کشتی والوں کو (ہمراہ اولاد نوحؑ اور مومنین جو کشتی میں سوار تھے) * اور اس واقعہ کو ہم نے تمام لوگوں کے لئے (باعث عبرت اور قدرت خداوندی پر دلیل بنایا) تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور اللہ کی ہمہ گیر قدرت پر اس سے استدلال کریں۔

(تفسیر مظہری)

۱۶۔ اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) اپنی امت کو یاد دلاؤ جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اپنی قوم سے یعنی اہل بابل جن میں نمرود بھی تھا کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے ڈرو۔ یہ جو تقوی و عبادت الہی کا ذکر ہوا تم جس کفر و معاصی میں ہو اس سے توحید و عبادت بہتر ہے۔ اگر تم بھلائی اور برائی کو جانتے ہو اور ان کے مابین حق و باطل کے درمیان امتیاز کرتے ہو

(روح البیان)

لغوی اشارے * نَحْمِلْ: ہم اٹھالیں گے * اَثْقَالًا: بوجھ۔ یہاں گناہ کے بوجھ مراد ہیں * اَلْفَ: ایک ہزار

خمسین : پچاس اسم عدد * طوفان : ہر وہ حادثہ جو انسان کو گھیر لے طوفان ہے۔ اسبابِ کثیر پانی۔ (ل ق)

تفہیمی خلاصہ * کفار اہل ایمان سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے راستے پر چلو تو ہم تمہارے تمام بوجھ جو گناہوں کے ہیں اٹھا لیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ کوئی بوجھ بار اٹھانے والے نہیں وہ جھوٹے ہیں۔ تاہم وہ اپنے گناہوں کا بوجھ تو اٹھانے والے ہیں اور بھی بار اپنے بوجھ کے ساتھ اٹھانے والے ہیں اور قیامت کے روز ان سے یقیناً بازپرس ہوگی۔

ہم نے نوح ؑ کو ان کی قوم کی طرف بغرض ہدایت روانہ کیا۔ نوح ؑ اپنی قوم کی ہدایت کرتے ان کے درمیان ساڑھے نو سو سال رہے پھر نافرمانوں کو طوفان نے گھیر لیا کیونکہ وہ برائیوں میں ملوث اور مشغول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر کرم فرمایا نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھ جو سفینہ میں سوار تھے اہل ایمان و سعادت الغرض بچا لیے اور یہ واقعہ خود دنیا کے لیے نشانی ہے عبرت و نصیحت کے لئے۔ اور اے (حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے احوال بھی واضح کیجیے کہ جب ابراہیم نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو معبود یکتا و حقیقی ہے اسی کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو یہ تم سب کے لئے بہتر ہے۔

إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ط اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ
وَاشْكُرُوْا لَهٗ ط اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ١٧ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ
قَبْلِكُمْ ط وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ ١٨ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ
يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ ١٩ قُلْ سِيْرُوْا
فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ط
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ٢٠

تم تو اللہ کو چھوڑ کر اصنام کو پوجتے ہو، وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے پس اللہ ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے ٭ اور اگر تم (میری) تکذیب کرو تو تم سے پہلے امتیں (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کر چکی ہیں اور پیغمبر کے ذمے کھول کر سنا دینے کے سوا کچھ اور نہیں ٭ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا پھر (کس طرح) اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے یہ اللہ کو آسان ہے ٭ کہہ دو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے پھر اللہ ہی پچھلی پیدائش پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ٭ (۲۹/۱۷ تا ۲۰ ٭ ت: ج)

۱۷۔ "اصنام پرستوں کی ایک مخصوص ذہنیت کی وضاحت کہ جس رزق کے لئے تم ان کے قدموں پہ جھکتے ہو" ان کے پاس ایک دانہ تک نہیں۔ یہ خود اندھے بہرے بے جان مجسمے تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ اگر صرف دولت کی ہی طلب ہے تو خداوند ذوالجلال کی بارگاہ عظمت میں حاضر ہو کر دامن پھیلاؤ جس کے پاس رزق کے خزانے بھرے پڑے ہیں جو بڑا سخی اور کریم ہے۔ جو کچھ تمہارے پاس فی الحال موجود ہے وہ بھی رب کریم کی عطا ہے اور زیادہ کچھ لینا ہے تو اسی سے مانگو وہی دے گا ٭ رزق و دولت کوئی ایسی چیز نہیں کہ انسان اسے لے کر قانع ہو جائے بلکہ اس کی عبادت کرو اور تمام عبدیت کی رفعتوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اس نے بن مانگے جن گراں بہا نعمتوں

نے تمہیں سرفراز کیا ہے اس کا شکریہ ادا کرو۔

۱۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب کفر پر ان کے اصرار اور حق سے ان کے عناد کو دیکھا تو فرمایا کہ میرے ساتھ تمہارا یہ رویہ قطعاً باعث حیرت نہیں مجھ سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کے جو رسول آئے ان کی قوموں نے ان کے ساتھ یہی سلوک کیا جو تم میرے ساتھ کر رہے ہو کسی اور نبیا نہ ہو تو عبرت ناک انجام ان کا ہوا تمہیں بھی اس سے دوچار ہونا پڑے گا رسول کا فرض تو یہ ہے کہ وہ بڑے خلوص اور کمال دلسوزی سے حق کی دعوت دے میں بحال وہ فرض میں نے پوری طرح ادا کر دیا ہے۔ (ضیاء القرآن)

۱۹۔ "اور کیا انہوں نے نہ دیکھا اللہ کیونکر خلق کی ابتداء فرماتا ہے" کہ پہلے انسان نطفہ بناتا ہے پھر خون بستہ کی صورت دیتا ہے پھر گوشت پارہ بناتا ہے اس طرح تدریجاً انسان کی خلقت کو مکمل کرتا ہے "پھر اسے دوبارہ بنائے گا" آخرت میں بعث کے وقت "بے شک یہ اللہ کو آسان ہے" یعنی پہلی بار پیدا کرنا اور مرنے کے بعد دوبارہ بنانا۔ (کنز الایمان)

۲۰۔ اگر تم کو علم یقینی حاصل نہ ہو تو اقطار ارض یعنی ملکوں میں پھر کر دیکھو اور والیہ ثلاثہ معادن، نباتات حیوان کے پیدا ہونے کی کیفیت ملاحظہ کرو کہ ان کو کس طرح پیدا کیا تا کہ یہ فکر تمہیں یہاں تک پہنچائے۔ اگر آئندہ دن میں اول بار پیدا کرنے اور بار دگر پیدا کرنے میں شک ہو تو پیدا کی ہوئی چیزوں کو دیکھو انسان (قطرہ) کو مٹی سے بنایا، درختوں کو ایک ذرا تخم سے ملنے دبالا کیا پھر اس سے سمجھ لو کہ وہ بار دگر یعنی مرنے کے بعد پھر دوبارہ تم کو پیدا کرے گا * یہ تمہارے (خود ساختہ) معبودوں کا کام نہیں بلکہ خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کی شان وقدرت ہے) وہ اول بھی پیدا کر سکتا ہے پھر فنا کر اس کو بار دگر بھی بنا سکتا دار آخرت قائم کرے گا

(تفسیر حقانی)

لغوی اشارے * إِفْكًا : جھوٹ، بہتان * يُبْدِئُ : وہ تخلیق اول کرتا ہے * يَسِيرًا : آسان (ل ق)

تفہیمی خلاصہ * اللہ تعالیٰ کے سوا اصنام کی پرستش تمہارا طریقہ اور تم جھوٹ بہتان باندھتے ہو جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ تمہارے پالنے والے نہیں تم رزق مانگو معبود حقیقی اللہ سے اسی کی عبادت کرو اس کا شکر بجا لاؤ اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ تمہاری تکذیب کوئی نئی نہیں امم سابقہ نے بھی اپنے نبیوں کو جھٹلایا تھا رسول پر اللہ کا حکم واضح طور پر پہنچا دینا ہے اللہ کس طرح (اول) تخلیق کرتا کیا تم نہیں جانتے اور پھر دوبارہ کس طرح اعادہ کرے گا یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے سہل ہے زمین میں چلو پھرو غور وفکر سے دیکھو تو پتہ چلے کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کی ابتداء کی اور وہ دوبارہ ...

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝ ٢١ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ
فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ ٢٢ ع وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ ٢٣ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ
مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ٢٤ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ
بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ

عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھیرنا ہے * اور نہ تم زمین میں قابو سے نکل سکو اور نہ آسمان میں اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی کام بنانے والا نہ مددگار * اور وہ جنہوں نے میری آیات اور میرے ملنے کو نہ مانا وہ ہیں جنہیں میری رحمت کی آس نہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے * تو اس کی قوم کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ بولے انہیں قتل کردو یا جلادو تو اللہ نے اسے آگ سے بچا لیا بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے * اور ابراہیم نے فرمایا تم نے تو اللہ کے سوا یہ بت بنالئے ہیں جن سے تمہاری دوستی یہی دنیا کی زندگی تک ہے پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا اور تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں * (۲۹/ ۲۱ تا ۲۵) * ت۔ب۔

۲۱۔ وہ جس کو چاہے عذاب دے اور جس کو چاہے اپنے رحم سے سرفراز کرے یعنی جس پر رحم کرنا چاہے رحم کرے یعنی آخرت میں دوزخ کا عذاب دے کر اور دنیا میں بے مدد چھوڑ کر یا دنیا کا حریص بنا کر یا بداخلاق بنا کر یا اللہ کی طرف سے روگرداں بنا کر یا بدعات کا مرتکب بنا کر۔ یہ سب صورتیں عذاب کی ہیں۔

اسی کے مثل اللہ جس پر رحم کرنا چاہے رحم کرے آخرت میں جنت میں داخل فرما کر اور دنیا میں مدد دے کر اور قناعت عطا فرما کر خوش اخلاق بنا کر اور اللہ کی طرف متوجہ بنا کر اور اتباع سنت کی توفیق دے کر۔

اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

۲۲۔ اور تم (اپنے رب کو) عاجز کرنے والے نہیں (کہ اس کی گرفت سے تم آزاد ہو سکو) زمین میں نہ آسمان میں یعنی تم بھاگ کر زمین میں چھپ جاؤ یا زمین کے غاروں میں گھس جاؤ تب بھی اللہ کے حکم سے نکل نہیں سکتے۔ اسی طرح اگر (بالفرض) آسمان میں اور فلک و برج قلعوں میں پناہ گزیں ہو جاؤ تب بھی قضاء خداوندی سے باہر نہیں ہو سکتے * اور اللہ کے علاوہ نہ کوئی تمہارا رفیق ہے نہ مددگار یعنی وہی زمین و آسمان کی مصیبتوں سے حفاظت کرتا ہے اس کے سوا نہ کوئی حفاظت کرنے والا ہے اور نہ بچانے والا۔

(تفسیر مظہری)

۲۳۔ اور جو لوگ یعنی یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعث بعد الموت کے منکر ہیں تو یہ لوگ میری رحمت سے ناامید ہوں گے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا (تفسیر ابن کثیر)

۲۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب انہیں توحید کی دعوت دی اور ناقابل تردید دلائل سے ان کے اصنام کا بے بس ہونا ظاہر کر دیا تو وہ لاجواب ہو گئے تو انہوں نے باہمی مشورہ کیا آخر فیصلہ یہ ہوا کہ ایک بڑا الاؤ جلا کر انہیں اس میں پھینک دیا جائے جل کر راکھ ہو جائیں گے چنانچہ انہوں نے بڑے جوش سے ایندھن کے انبار لگا دیے اور اسے آگ لگا دی۔ جب اس کے شعلے بھڑک اٹھے تو آپ کو ایک منجنیق پر باندھ دیا اور شعلوں میں پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل پر اس آگ کو گلزار بنا دیا۔

۲۵۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آج تو تم ان بتوں کی پرستش کرنے کا سبب ایک دوسرے سے باہمی محبت اور پیار رکھنا قرار دے رہے ہو اور کفر و شرک کے پرچم تلے جمع ہو کر تم نے میرے خلاف ایک محاذ قائم کر لیا ہے لیکن قیامت کے روز تمہیں اس محبت اور دوستی کا انجام معلوم ہوگا اس وقت تمہاری حالت دیدنی ہوگی تم ایک دوسرے کو پہچانو گے بھی نہیں ایک دوسرے پر لعنت پھینک رہے ہو گے۔ ہر شخص دوسرے کو اپنی بدبختی اور عذاب الیم میں مبتلا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرا رہا ہوگا۔ اس دن تم اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنے کے لئے بڑا شور مچاؤ گے لیکن تمہاری فریاد سنی نہیں جائے گی اور تم سب کو دھکا دے کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور تم میں سے کوئی کسی کی اعانت نہیں کر سکے گا۔

(ضیاء القرآن)

لغوی اشارے * تُقْلَبُوْنَ : تم پھیرے جاؤ گے * لِقَآءِ : ملنے * يَئِسُوْا : وہ ناامید ہوئے *

حَرِّقُوْهُ : اس کو جلا دو * مَوَدَّةَ : دوستی، دوست رکھنا * يَلْعَنُ : لعنت کرے گا، لعنت کرتا ہے * (ل

تفہیمی خلاصہ * عذاب دینا اور رحم فرمانا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے وہ جسے چاہے عذاب دے اور جس
پر چاہے رحم کرے اور سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ تم کوئی بھی اتنا قوی نہیں کہ وہ عاجز
بنا دے سب اللہ کی قدرت اور گرفت میں ہیں۔ زمین و آسمان میں چاہے زمین میں کہیں چھپ رہو یا آسمان میں
کہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور گرفت سے چھوٹ نہیں سکتے یعنی قضا و قدر کے دائرہ سے نکل نہیں سکتے
اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی بھی کارساز ہے نہ حمایت کرنے والا اور نہ مدد کرنے والا ہے۔ وہ لوگ
اللہ کی رحمت سے مایوس ہیں ہوئے [مایوس] انہوں نے آیاتِ ربانی کا انکار کیا ان کے لئے دردناک عذاب ہے
ان کی قوم کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا اس لئے بولے کہ انہیں ختم کر دو یا نذرِ آتش کر دو۔ پھر
اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کو آگ سے محفوظ رکھا اس واقعہ میں اہلِ ایمان کے لئے حصولِ عبرت کی بڑی بڑی
نشانیاں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واضح کر دیا کہ تم نے اللہ تعالیٰ معبودِ حقیقی کے سوا جو اختیار
بنا رکھے وہ آپس میں محبت و محض دنیا کی خاطر ہے ان میں ہے تاہم بروزِ حشر وہ ایک دوسرے کا
انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے اس وہ تمہارا ٹھکانہ
جہنم ہو گا اور تمہارا کوئی حامی و مددگار نہ ہو گا۔

2313

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّىْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَوَهَبْنَا ٢٦
لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِىْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ
اَجْرَهٗ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ ٢٧
لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ
اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِىْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ع ٣٠

پس ابراہیمؑ کو لوطؑ نے مانا ۔ اور کہا میں اپنے رب کی طرف وطن چھوڑ کر جاتا ہوں بے شک وہ زبردست حکمت والا ہے * اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب عطا کیا اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب قائم کی اور ہم نے دنیا میں بھی اس کا بدلہ اس کو دیا اور وہ آخرت میں بھی نیک بختوں میں سے ہو گا * اور (بیان کرو) لوط (کا حال) جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم تو وہ بے حیائی کرتے ہو کہ جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی نہیں کی * کیا تم لڑکوں کے پاس جاتے ہو اور راہ زنی کرتے ہو اور اپنی مجلس میں برا کام کرتے ہو پھر اس کی قوم کے پاس بجز اس کے کچھ جواب نہ تھا کہ تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ اگر تو سچا ہے * لوطؑ نے کہا اے رب (ان) بدمعاش لوگوں پر مجھے غالب کر *
(۲۹/۲۶ تا ۳۰ * ت

۲۶۔ "تو لوط اس پر ایمان لایا" یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے یہ معجزہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کی آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے پہلے تصدیق کرنے والے ہیں ایمان سے تصدیق رسالت ہی مراد ہے کیونکہ اصل توحید کا اعتقاد تو ان کو ہمیشہ سے حاصل ہے اس لئے کہ انبیاء ہمیشہ ہی مومن ہوتے ہیں اور ان سے کفر کسی حال میں متصور نہیں ۔ "اور ابراہیم نے کہا میں" اپنی قوم کو چھوڑ کر ہجرت کرتا ہوں اپنے رب کی طرف" جہاں اس کا حکم ہو چنانچہ آپ نے سواد عراق سے سرزمین شام کی طرف ہجرت فرمائی اس ہجرت میں آپ کے ساتھ آپ کی بی بی سارہ اور حضرت لوط علیہ السلام تھے "بے شک وہی عزت و حکمت والا ہے"

۲۷۔ "اور ہم نے اسے" حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد " اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت" کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے انبیاء ہوئے سب آپ کی نسل سے ہوئے "اور کتاب رکھی" کتاب سے توریت انجیل زبور اور قرآن شریف مراد ہیں "اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اسے عطا فرمایا" کہ پاک ذریت عطا فرمائی پیغمبر ان کی نسل میں رکھی کتابیں ان پیغمبروں کو عطا کیں جو ان کی اولاد میں ہیں اور ان کو خلق میں مقبول و محبوب کیا کہ تمام اہل ملل اور ادیان ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی طرف نسبت فخر جانتے ہیں اور ان کے لئے اختتام دنیا تک درود مقرر کر دیا یہ تو وہ ہے جو دنیا میں عطا فرمایا "اور بے شک آخرت میں وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے" جن کے لئے بڑے بلند درجے ہیں (کنز

۲۸۔ حضرت لوط علیہ السلام کو جس نابکار اور ذلیل قوم سے واسطہ پڑا وہ صرف بدکار، فاسق و فاجر ہی نہ تھے بلکہ فسق و فجور کی گھناؤنی صورتوں کے موجد بھی تھے۔ گناہ کی جس پستی میں ان کے پیشروؤں کو جھانکنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی وہ ان پستیوں میں بھی گر چکے تھے خلاف وضع فطرت کام کیا کرتے وہ بھی چھپ کر اور چھپ کر نہیں بلکہ برسر مجلس، دن کی روشنی میں اور سب حاضرین کی آنکھوں کے سامنے۔ اس کے علاوہ رہزنی اور قزاقی بھی ان کا پیشہ تھا راستہ میں اگر کوئی مسافر مل جاتا تو اسے لوٹ لیا، اس کے کپڑے تک اتار دیئے اگر کوئی مہمان ان کے ہاں آکر ٹھہرتا تو صبح کو اس کا سامان گم ہو چکا ہوتا۔ مہمانوں کی دعوت یا تکریم کرنا بھی ان کے نزدیک معیوب نہ تھا۔

۳۰۔ جس چیز کا نام شرم و حیا ہے وہ مدت سے ان کے ہاں سے رخصت ہو چکی تھی بلکہ انہوں نے خود اسے دھکے مار مار کر اپنے ہاں سے نکال دیا تھا۔ فحش گالی، قمار بازی، راہگیروں سے ٹھٹھا مذاق ان پر کنکریاں پھینکنا اور پھر ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جانا غرضیکہ ہر گھٹیا سے گھٹیا اور کمینہ سے کمینہ فعل وہ اپنی بیٹھکوں اور عام محفلوں میں کرتے اور اس پر اتراتے اور فخر کرتے * حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو ان پستیوں سے نکالنے کے لئے بے حد جتن کئے انہیں ہر طرح سمجھایا انہیں انسانیت کا واسطہ دیا آخر انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا لیکن بے سود انہیں یقین تھا کہ لوط خشک ملا ہے سب کچھ اپنی طرف سے کہہ رہا ہے۔ قیامت نہ اب تک آئی ہے اور نہ آئندہ آئے گی اس لئے انہوں نے آپ کو چیلنج دیا کہ تم ہم پر یونہی رعب گانٹھ رہے ہو اگر تم اپنی ان دھمکیوں میں سچے ہو تو انتظار کس بات کا لے آؤ اس عذاب کو جس کے بار بار ذکر سے تم نے ہماری ناک میں دم کر رکھا ہے۔

2315

۳۰۔ آخر ان کے مقام سے تنگ آ کر اور ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی (خلاصہ

لغوی اشارے ✶ مُهَاجِرٌ : چھوڑ کر جانے والا یعنی اللہ کی رضامندی کی طلب میں جانے والا ✶ وَهَبْنَا

ہم نے بخشا ✶ ذُرِّيَّة : اولاد۔ اصل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کا نام ذریّت ہے مگر عرف میں چھوٹوں اور بڑوں

سب اولاد کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے اور اگرچہ اصل میں یہ جمع ہے مگر واحد اور جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے ✶

تَأْتُونَ : تم کرتے ہو، تم آتے ہو، تم آ دھمکتے ✶ تَقْطَعُونَ : تم کاٹتے ہو، تم قطع کرتے ہو ✶ (لغات القرآن

تفہیمی خلاصہ ✶ سیدنا حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لائے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میں اپنے
پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ بڑا زبردست غالب اور حکمت والا ہے ○ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ہم نے اپنے کرم سے انہیں اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا فرمائے اور سلسلۂ نبوت اور کتاب ان کی نسل
میں کر دیا۔ علاوہ ازیں ان کو دنیا میں بھی اجر سرفراز کیا عالمِ آخرت میں وہ صالحین میں سے ہیں ○
اور حضرت لوطؑ کا حال بیان کیجئے جب انہوں نے قوم کے لوگوں سے فرمایا کہ تم نہایت برے کام پر
اتر آئے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا ہے ○ کیا تم اپنے ہم جنس مردوں کے پاس برے کام کے لئے
غیر فطری فعل کے لئے آتے ہو اور لوٹ کھسوٹ کے ذریعہ راستوں کو روک دیتے ہو اور اپنی محافل اور بیٹھکوں میں
بے شرمی کے کام کیا کرتے ہو۔ اس کو سن کر قوم کے لوگوں نے آپ کو بس یہ کہہ کر روکا اور کہا کہ اگر
اپنی بات میں راست اور صادق ہو تو ہم پر اللہ کا غضب و عذاب لے آؤ ○ حضرت لوط علیہ السلام
نے ان لوگوں کی اس حالت کو دیکھ کر رب تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے رب اس فسادی و فتنہ انگیز
قوم پر میری نصرت فرما۔

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ
الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ ۳۱ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ
اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۪ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۤ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ ۳۲
وَلَمَّآ اَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا
لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۣ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ ۳۳
اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ ۳۴
وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ ۳۵

اور جب آئے ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر۔ انہوں نے بتایا کہ ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس گاؤں کے باشندوں کو۔ بے شک یہاں کے رہنے والے بڑے ظالم تھے * آپ نے کہا اس میں تو لوطؑ بھی رہتا ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا ہم خوب جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں ہم ضرور بچا لیں گے اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے۔ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے * اور جب آئے ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس تو بڑے غمزدہ ہوئے ان کی آمد سے اور تنگ دل ہوئے اور (انہیں پریشان دیکھ کر) فرشتوں نے کہا نہ خوفزدہ ہو اور نہ رنجیدہ خاطر ہم نجات دینے والے ہیں تمہیں اور تیرے کنبہ کو سوائے تمہاری بیوی کے وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے * بے شک ہم اتارنے والے ہیں اس بستی کے باشندوں پر عذاب آسمان سے اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے * اور بے شک ہم نے باقی رہنے دیئے اس بستی کے کچھ واضح آثار ان لوگوں (کی عبرت) کے لئے جو عقل مند ہیں۔

(ض: ت * ۳۱ تا ۳۵/۲۹)

۳۱۔ اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آپ کے فرزند اسحاقؑ اور پوتے یعقوبؑ کی خوشخبری لے کر آئے انہوں نے بتایا کہ ہم اس سدوم گاؤں کے باشندوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کہ وہ لوگ اپنے ظلم یعنی کفر اور تکذیب پر اصرار کرتے کرتے سرکش ہو گئے ہیں (لہٰذا وہ زندہ رہنے کے قابل نہیں)

2317

۳۲ - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اس میں تو لوطؑ بھی رہتا ہے یعنی آپ نے یہ کہہ کر ان پر اعتراض کیا کہ
اس گاؤں میں وہ ہے جس نے ظلم نہیں کیا یا آپ نے اس مانع کا ذکر کیا جو موجب عذاب کے معارض ہے یعنی
یہ درست ہے کہ اس گاؤں میں ظالم موجود ہیں اور ان کا ظلم موجب عذاب ہے لیکن ان کے درمیان نبی کا وجود
ہونا اس عذاب کے مانع ہے * ملائکہ نے کہا ہم جانتے ہیں۔ ہم انہیں (یعنی لوطؑ) اور ان کے گھر والوں کو ضرور
بچا لیں گے۔ یہاں اہل قریہ سے مراد لوط علیہ السلام اور آپ کے گھر والوں کے سوا دوسرے افراد ہیں کہ لوطؑ کو
اور ان کے گھر والوں کو اس شہر سے نکالنے کے بعد اس کے باشندوں کو ہلاک کیا جانا تھا۔ سوائے اس عورت
(کے) اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ وہ عذاب میں یا ناؤں میں رہ جانے والی۔
(تفسیر مظہری ک)

۳۳ - پھر وہ فرشتے وہاں سے رخصت ہونے کے بعد خوبرو لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے
انہیں دیکھتے ہی حضرت لوطؑ بڑے غمزدہ اور دل تنگ ہوئے۔ آپ بڑی نازک اور مشکل صورتحال سے دوچار ہو گئے
اگر انہیں اپنے پاس ٹھہراتے ہیں تو خدشہ ہے کہ قوم کے بدمعاش لوگ دندناتے ہوئے آ جائیں گے اور ان مہمانوں
کے ساتھ دست درازی کریں گے اور اگر انہیں اپنے پاس نہیں ٹھہراتے ہیں تو یہ قوم کے بدمعاشوں کے ہاتھ چڑھ جائیں گے
اس وقت آپ کو کچھ سمجھائی نہیں دیتا تھا کہ کیا کریں۔ آپ کی پریشانی اور قلق کو دیکھ کر فرشتے کہنے
لگے نہ تو ڈریئے اور نہ غم کیجئے بے شک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر آپ کی عورت
وہ رہ جانے والوں میں ہے
(تفسیر ابن کثیر۔ کشف)

۳۴ - ہم اس بستی کے باشندوں پر پتھروں کا عذاب ان کی بدکاریوں اور کفر کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں
(تفسیر ابن کثیر)

۳۵ - بے شک ہم نے اس بستی سے چھوڑی آیۃ بینۃ نشانی ظاہر اس سے اس کا قصہ عجیب مراد ہے اور اس
کی وہ حکایت جو آج زبان زد ہے اور ان کے گھروں کے نشانات جو تباہ و برباد پڑے ہیں یا وہ پتھر جو
ان پر برسے جو ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ نامزد ہو کر آسمان سے اترے کیونکہ وہ مدت دراز تک باقی
رہے جب ان کو بعد آنے والے لوگوں نے آنکھوں سے دیکھا یا اس سے وہ کالا پانی مراد ہے جو ان کے زمین کے
دھنسنے کے وقت روئے زمین پر ظاہر ہوا * ایسی قوم کے لئے (عبرت ہے جو) اپنی عقلوں کو عبرت پکڑنے
میں استعمال کرتے ہیں۔ (اس میں عقل کی شرافت کی طرف اشارہ ہے)
(روح البیان)

لغوی اشارے ✶ بُشریٰ : خوش خبری، ایسی خبر جس کو سن کر بشرہ پر مسرت و خوشی کے آثار نمایاں ہو جائیں ✶ قریۃ : واحد، قریٰ جمع بستی اور بستی کے رہنے والے ✶ الغابرین : باقی رہنے والے، پیچھے رہ جانے والے، نجات سے رہ جانے والے، ہلاک ہونے والے ✶ سِیْٓءَ : وہ غمگین ہوا ✶ ذرعًا طاقت، گنجائش، ہاتھ کا کشادہ دل ✶ رِجزًا : عقوبت، بلا، عذاب ✶ ترکنا : ہم نے چھوڑ دیا ✶ (ل ق)

تفہیمی خلاصہ ✶ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ملائکہ جب خوش خبری لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور انہوں نے بتایا کہ ہم سدوم کی بستی کو غارت کرنے اور اس کے باشندوں کو ہلاک کرنے پر مامور ہیں کیونکہ اس بستی کے لوگ کفر و معاصی میں بڑھے ہوئے ہیں ○ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ اس بستی میں لوطؑ بھی ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں ہم انہیں اور ان کے خاندان کو اس ہلاکت سے بچا لیں گے الا ان کی بیوی جو پیچھے رہ جانے یعنی ہلاک ہونے والوں میں شامل ہوگی ○ جب فرستادہ الٰہی فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس پہنچے تو حضرت لوطؑ کو ان کا آنا کچھ بھلا نہ لگا اور وہ بے حد متفکر اور پریشان سے ہو گئے کیونکہ آپ قوم والوں کے مزاج اور عادتوں سے واقف تھے اور فکر کرنے لگے کہ وہ ان مہمانوں کے ساتھ کہیں زیادتی نہ کریں یہ دیکھ کر فرشتوں نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں اور رنجیدہ خاطر نہ ہوں یقیناً ہم آپ کو اور آپ کے اہل خاندان کو سوائے آپ کی زوجہ کے سب کو محفوظ کر لیں گے آپ کی زوجہ نجات سے رہ جانے والوں میں سے ہے ○ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ ہم آسمان سے اس بستی کے رہنے والوں پر قہر و غضب اتارنے والے ہیں اس کا سبب بستی والوں کا برے کاموں میں مشغول رہنا ہے ○ تاہم اس بستی کے کچھ کھنڈر اور بربادی کے نشان رکھ چھوڑے گئے تاکہ آنے والے ہوش مندوں کو عبرت و نصیحت ملے ○

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا
تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ ٣٦ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي
دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ ٣٧ وَعَادًا وَثَمُودَا وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَٰكِنِهِمْ ۖ وَقفة وَ
زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۝ ٣٨
وَقَٰرُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَٰمَٰنَ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَٰتِ فَاسْتَكْبَرُوا
فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَٰبِقِينَ ۝ ٣٩ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِۦ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا
عَلَيْهِ حَاصِبًا ۖ وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۖ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ
وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا اے بھائیو! اللہ کی عبادت کرو اور
پچھلے دن (کے آنے) کی امید رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاؤ * تو انہوں نے ان کو جھوٹا سمجھا ان کو زلزلے
(کے عذاب) نے آپکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے * اور عاد و ثمود کو بھی (ہم نے
ہلاک کر دیا) چنانچہ ان کے (ویران) گھر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال
کو آراستہ کر دکھائے اور ان کو (سیدھے) رستے سے روک دیا حالانکہ وہ دیکھنے والے (لوگ) تھے
* اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہلاک کر دیا) اور ان کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر
آئے تو وہ ملک میں مغرور ہو گئے۔ اور وہ (ہمارے) قابو سے نکل جانے والے نہ تھے * تو ہم نے سب کو
ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا۔ سو ان میں کچھ تو ایسے تھے جن پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور
کچھ ایسے تھے جن کو چنگھاڑ نے آپکڑا اور کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ
ایسے تھے جن کو غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر
ظلم کرتے تھے *
(۲۹/۳۶ تا ۴۰ * ت ج)

۳۶ ۔ اللہ تعالیٰ جانب مدین اپنے عزیز بندے اور رسول حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا ۔ آپ نے

انہوں نے قوم اہل مدین کو خبردار کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں اور قیامت کے عذاب سے ڈریں۔ یوم آخرت سے ڈریں۔ پھر آپ نے انہیں زمین میں فساد بپا کرنے اور لوگوں پر زیادتی کرنے سے منع فرمایا۔ یہ لوگ ناپ تول میں کمی کیا کرتے تھے راستے بند کرتے ڈاکے ڈالتے اور کفر کا جرم اس پر مستزاد تھا۔

۳۷۔ اہل مدین کو ان کے جرائم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے زلزلے کے شدید جھٹکوں اور ایسی سخت چنگھاڑ سے جس سے ان کے دل اڑ گئے تھے اور جھنجھوڑ دینے والے دن کے ایسے عذاب سے دوچار کر دیا جس سے ان کی روحیں پرواز کرنے لگیں

(تفسیر ابن کثیر)

۳۸۔ اور ہم نے ہلاک کیا عاد یعنی ہود علیہ السلام کی قوم کو اور صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کو۔ اور بیشک تمہارے لئے اے اہل مکہ ظاہر ہو گیا ان کا ہلاک کرنا اس لئے کہ یمن میں ان کی بقیہ منزلیں نظر آتی ہیں یعنی عاد کی منزلیں اور حجر میں ثمود کی منزلیں نظر آتی ہیں جب وہاں سے تم لوگ گزرتے ہو اور جب زینت دی ان کے اعمال شیاطین نے مستثنا رہے یعنی کفر و معاصی ان کی نظروں میں اچھے نظر آئے تو شیطان نے انہیں راستے سے روکا جس پر انہیں چلنا تھا یعنی وہ سیدھا راستہ جو توحید اور حق تک پہنچانے والا تھا اور وہ دیکھنے والے تھے

(روح البیان)

۳۹۔ قارون و فرعون و ہامان۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہم زمانہ تین سرکش لوگ۔ فرعون تو مصر کا بادشاہ تھا ہامان اس کا وزیر اور قارون حضرت موسیٰؑ کی برادری میں سے تھا بڑا مالدار۔ ان تینوں کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے آپ نے معجزات لا دکھائے لیکن زمین میں سرکشی، تکبر اور غرور نے ان کو مطیع ہونے نہ دیا پھر وہ اللہ تعالیٰ (کی گرفت) سے (بچ کر) کہاں جا سکتے تھے۔

۴۰۔ عاد، ثمود، قارون، فرعون اور ہامان کا ذکر کر کے سب کی الگ الگ سزا بیان فرمائی ہے پہلے تو اجمالاً یہی کہہ دیا کہ ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے سبب پکڑ لیا پھر تفصیل سے بیان کیا ان میں سے بعض پر سخت آندھی بھیجی جس میں کنکریاں تھیں اس سے قوم عاد مراد ہے۔ بعض کو چنگھاڑ نے آ پکڑا جیسا کہ قوم ثمود کو۔ اور کچھ کو زمین میں دھنسا دیا جیسا کہ قارون اور کچھ ایسے تھے جن کو غرق کر دیا جیسا کہ فرعون اور ہامان۔ نحو کے طور پر آپ فصاحت و بلاغت میں

یہ تنبیہ ہے۔ پھر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اللہ نے اپنی مخلوق پر ظلم کیا اس لئے بعد میں فرمایا کہ اللہ نے ان
پر ظلم بالکل نہیں کیا نہ یہ اس کی شان ہے بلکہ وہی قوم اپنے اوپر ظلم کر کے برباد ہوئے۔ برے کام اور بری
بات کا برا نتیجہ نکلتا
(تفسیر حقانی)

لغوی اشارات * مدین : حضرت شعیب علیہ السلام کا قبیلہ اور اس کی بستی جس کا محل وقوع عقبہ سے
شرقی جانب تھا۔ آج کل اس کو معان کہتے ہیں۔ اہل تاریخ جزیرہ سینا سے حدود فرات تک پورے
علاقہ کو مدین کے نام سے موسوم کرتے ہیں * تعثوا : تم فساد کرتے ہو * جاثمین : اوندھے پڑنے والے
زانو کے بل گرنے والے جثوم سے * حاصبًا : بارش کا یا پتھروں کا مینہ، پتھراؤ، سخت آندھی (لغات

تفہیمی خلاصہ * اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے بھیجا شعیبؑ کو جانب مدین اپنے بھائیوں کی طرف۔ حضرت
شعیبؑ نے اپنے ہم قوم لوگوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور آخری دن یعنی قیامت کی امید رکھو
اور ملک میں فتنہ انگیزی اور فساد برپا نہ کرو ○ جب قوم نے آپ کی تکذیب کی تو زلزلوں کے جھٹکوں نے
انہیں تباہ و ہلاک کر دیا۔ وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے پڑے تھے ○ عاد و ثمود کو بھی
برباد کر دیا گیا۔ ان کے ویران مکان تمہارے سامنے ہیں۔ شیطان نے ان کی تباہی سے پہلے ان
کے کافرانہ اور قبیح اعمال کو بڑا آراستہ کر دکھایا تھا اور ان کو سیدھے راستہ سے ہٹا دیا تھا حالانکہ
کہ وہ اچھے نیک اور سمجھدار لوگ تھے ○ قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کر دیا گیا
یقیناً ان کو ہدایت کے لئے ان کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام واضح اور روشن دلائل کے ساتھ آئے تھے
تاہم تکبر گھمنڈ سرکشی اور غرور سے زمین پر رہتے تھے تاہم وہ گرفت الٰہی سے بچ کر نکلنے آگے بڑھنے
والے نہ تھے لہٰذا ہر سرکش پکڑا گیا اس کے کفر و معاصی کے باعث ان میں سے بعض پر پتھر برسائے گئے
بعض کو شدید کڑک کا سامنا کرنا پڑا بعض زمین میں دھنسا دیئے گئے اور بعض دریا میں غرق کر دیئے گئے
اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ نہیں کہ زیادتی فرمائے بلکہ وہ نافرمان سرکش خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں

2322

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ
وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝٤١ اِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٤٢ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ
نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝٤٣ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٤٤

ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنا رکھے ہیں مکڑی کی طرح ہے۔ اس نے جالے کا گھر بنایا اور
بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر کیا اچھا ہوتا اگر جانتے * اللہ جانتا ہے جس چیز کی
اس کے سوا پرستش کرتے ہیں اور وہی عزت و حکمت والا ہے * اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے
بیان فرماتے ہیں اور انھیں نہیں سمجھتے مگر علم والے * اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے
بے شک اس میں نشانی ہے مسلمانوں کے لئے *
(۲۹/۴۱تا۴۴ * ت: ک)

۴۱۔ ارشاد فرمایا "وہ بدبخت جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کو اپنا سرپرست اور دوست سمجھتے ہیں اور ان سے امیدیں وابستہ کئے بیٹھے ہیں کہ جب ان پر کوئی افتاد پڑے گی تو وہ آکر انھیں بچا لیں گے ان کی یہ توقعات مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ مکڑی کا جالا تو ہوا کے ایک جھونکے کی تاب نہیں لاسکتا چہ جائیکہ عذاب الٰہی کے طوفانوں کے سامنے ٹھہر سکے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑ کر غیروں کے ساتھ تعلق قائم کرنے والے اور ان پر بھروسہ کرنے والے ایسے ہی ہیں جیسے وہ نادان جو مکڑی کے جالے پر اپنی امیدوں کے محلات تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔
(ضیاء القرآن)

۴۲۔ (آپ ان کفار سے کہہ دیجئے کہ) وہ جس چیز کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں (یعنی پرستش کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔ یعنی اللہ کے سوا وہ کس چیز کی پرستش کرتے ہیں اللہ اس سے واقف ہے اور وہی غالب اور حکمت والا ہے ایک غالب حکیم ذات کے ساتھ ایسی چیز کو عبادت میں شریک کرنا جو بالکل ہیچ اور ہلکی ترین ہے انتہائی حماقت ہے۔ اللہ قادر مطلق ہے ہر چیز پر اس

کو قدرت تامہ حاصل ہے علم کل میں ہے اس کے مقابلہ میں بے جان جماد کوئی ہستی نہیں رکھتا بالکل معدوم کی طرح ہے ایسے محیط کل علم رکھنے والا قادر مطلق یقیناً منکروں کو سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے (تفسیر مظہری)

۴۳۔ یہی مثال ان جیسی یعنی یہ وہ مثالیں ہیں۔ اہل مکہ اور دوسرے لوگوں کے لئے ہم انھیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ بات جو ان کے ذہنوں سے دور ہے قریب ہو جائے۔ ان امثال کے حسن و فائدہ کو نہیں سمجھتے مگر وہ جو اہل علم ہیں یعنی وہ جو راسخ فی العلم ہیں اور اشیاء کی حقیقتوں میں تدبر و تفکر کرتے ہیں ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہیں منجانب اللہ سمجھ نصیب ہو گیا ہے اسی لئے وہ اس سمجھ پر عبادت و طاعت بجا لاتے اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچتے ہیں۔ (روح البیان)

۴۴۔ اللہ تعالیٰ نے تو آسمانوں اور زمین کو نہایت درستی سے بنایا ہے کوئی ان میں بے کار نہیں نہ کوئی کام ا بات رہ گئی ہے پھر بتلاؤ تمہارے معبودوں نے کیا بنایا ہے خواہ وہ بت ہوں یا وہ کہ جن کے بت ہیں اس میں ایمان داروں کے لئے بڑی نشانی اور کامل حجت اور پوری اطمینان دینے والی سند ہے کہ وہی پرستش کے قابل ہے کہ جس نے آسمان زمین بنائے باقی کسی کا کیا حق ہے۔ (تفسیر حقانی)

لغوی اشارے * مَثَل : طرح تشبیہ اور تمثیل کے لئے عربی میں جتنے الفاظ مستعمل ہیں یہ سب سے زیادہ عام لفظ مثل ہے * عَنْکَبُوت : مکڑی۔ اس کا اطلاق واحد جمع مذکر مونث سب پر یکساں ہوتا ہے (لغ

تفہیمی خلاصہ * وہ مکڑی کی طرح ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور مددگار تصور کر رکھے ہیں۔ مکڑی بھی گھر بناتی ہے جو ناپائیدار کمزور ہوا کرتا ہے تمام گھروں سے یہ بات کاش وہ سمجھ پاتے ○ اللہ تعالیٰ ان تمام اشیاء کو خوب جانتا ہے جن کو وہ اللہ کے سوا مانتے پکارتے پرستش کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور حکمت والا ہے ○ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم لوگوں کے لئے ایسی مثالیں بیان فرماتے ہیں جنہیں اہل علم و فہم ہی سمجھتے ہیں ○ اللہ تعالیٰ ہی خالق ارض و سموات ہے اور انہیں حق کے ساتھ وجود بخشا پیدا کیا ہے اہل ایمان کے لئے یہ زبردست دلیل ہے ○

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ط اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝٤٥ وَلَا
تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ ز اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ
وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ
وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝٤٦ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ط
فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ج وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ
بِهٖ ط وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝٤٧ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ
مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝٤٨

اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم فرماؤ بیشک نماز منع کرتی ہے
بے حیائی اور بری بات سے اور بے شک اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا (ہے) اور اللہ جانتا ہے جو
تم کرتے ہو * اور اے مسلمانو کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر مگر وہ جنہوں نے ان
میں سے ظلم کیا اور کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو تمہاری طرف اترا
اور ہمارا تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں * اور اے محبوب یونہی
تمہاری طرف کتاب اتاری تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ان
میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر * اور اس سے
پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک
لاتے * (۲۹/۴۵ تا ۴۸ * ت: ک)

۴۵ - اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کو اور حضور کے ذریعہ آپ کی ساری امت کو یہاں دو باتوں کا حکم
دے رہا ہے پہلا حکم تلاوت قرآن اور دوسرا اقامت صلوۃ - تلاوت قرآن کے روحانی اخلاقی
اصلاحی کثیر لازمی اور متعدی اتنے فوائد و برکات ہیں جن کا حصر ممکن نہیں جب انسان اللہ تعالیٰ
کا کلام پڑھتا ہے تو اس پر انوار و تجلیات کی بارش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ اس کی طرف
مبذول ہوتی ہے اس کے دل کا زنگ صاف ہوتا ہے اس کی کسل مندی دور ہوتی ہے اور ایک نئی تازگی

اور شگفتگی محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہ ایسی واضح کیفیت ہے جس سے قرآن کریم کا ہر پڑھنے والا اپنی صلاحیت اور ظرف کے موافق سرشار ہوتا ہے * دوسرا حکم ہے کہ نماز قائم کرو۔ پھر فرمایا نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ نماز کو اس کے تمام ظاہری اور باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرو ظاہری حقوق تو یہ ہیں کہ سنت نبوی کے مطابق تمام ارکان بجا لائیں اور باطنی حقوق یہ ہیں کہ نمازی سراپا عجز و نیاز بنا ہوا ہو۔ احسان کی کیفیت مجھ پر طاری ہو یعنی تو محسوس کر رہا ہو کہ گویا تو اپنے رب کریم کو دیکھ رہا ہے ورنہ کم از کم اتنا تو ضرور ہو کہ تیرا رب کریم تجھے دیکھ رہا ہے اس ذوق و شوق اور خضوع و خشوع سے ادا کی ہوئی نماز ہی وہ نماز ہے جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے * اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں جس کو یہ سعادت حاصل ہو گئی گویا اس نے سب کچھ پا لیا۔ (ضیاء القرآن)

۴۶۔ اور تم یہود و نصاریٰ کے ساتھ بحث مت کرو مگر قرآن حکیم کے ذریعہ سے۔ ہاں جو ان میں زیادتی کریں جیسا کہ وفد بنی نجران۔ اور یوں کہو کہ ہم قرآن حکیم پر بھی اور تورات و انجیل پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا اللہ "ایک وحدہ لاشریک" ہے اور ہم تو اسی کی اطاعت اور اسی کی توحید کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر اہل لبا (تفسیر ابن عباسؓ)

* ۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر اہل کتاب وہ باتیں کہیں جو ان کی کتابوں میں مذکور ہیں تو تم ان سے جھگڑا نہ کرو یعنی تکذیب نہ کرو۔ ہاں ان میں سے جو لوگ بیجا باتیں کہیں اور ایسی باتوں کا اظہار کریں جو یقیناً (ان کی رسول) کتابوں میں نہیں ہیں اور جھوٹی ہیں جیسے ان کا دعویٰ کہ شریعت موسوی ہمیشہ رہے گی یا عیسیٰؑ کو قتل کر دیا گیا یا مسیح خدا کے بیٹے تھے تو اس صورت میں ان کی تکذیب واجب ہے اور مباہلہ ضروری ہے۔ ان سے کہہ دو کہ ہم اپنے اور تمہارے پاس بھیجی گئی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں (مگر ان ان غلط باتوں کو نہیں مانتے)

۴۷۔ جس طرح آپ سے پہلے کتابیں نازل کیں اسی طرح آپ پر بھی کتاب نازل کی جو بذریعہ وحی آپ کے پاس پہنچی اور جو پچھلی ساری کتب الٰہیہ کو سچا بتاتی ہے * پس جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں * اور ان میں سے (جو عہد رسالت میں موجود تھے) کچھ لوگ وہ ہیں جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار صرف کافر ہی کرتے ہیں یعنی صرف وہ لوگ انکار کرتے ہیں جو اللہ کے اور اللہ کی ساری کتابوں کے منکر ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۴۸ - اے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے قبل یعنی نزول قرآن سے پہلے آپ کی عادت نہ تھی کہ آپ پڑھتے آسمان سے نازل شدہ کتابوں میں سے کسی کتاب کو اور نہ کتابوں میں سے کسی شے کو لکھتے سیدھے ہاتھ سے (مطلقاً لکھنے کی نفی) ہوا) ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔ مطلب یہ کہ اگر آپ بظاہر لکھے پڑھے ہوتے تو کافر و مشرک کہتے کہ نبی علیہ السلام نے یہ قرآن کسی سے سیکھا ہوگا یا پرانی کتابوں میں سے حکایات تیار کر لی ہوں گی۔ جب ہم نے آپ کو امی نبا کر بھیجا تو اب باطل پرستوں کو آپ کے حق میں چہ میگوئیوں کی گنجائش ہی نہیں اور نہ ہی انہیں ایسے باطل گوا کے شک وشبہ کا موقعہ دیا گیا ہے (روح البیان)

لغوی اشارے ☐ الفحشآء: برا کام بے حیائی کا کام۔ زنا ○ المنکر: وہ قول و فعل جس کو عقل سلیم برا جانتی ہو اور اگر حسن قبیح کو عقل سلیم نہ سمجھ سکے تو شریعت نے اس کو برا قرار دیا ہو منکر ہے۔ منکر وہ قول و فعل ہے جس کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہو۔ ناپسندیدہ کام ☐ یجحد: نہیں انکار کرتا ہے ☐ مبطلون: اہل باطل (ل ق)

تفہیمی خلاصہ ① یہاں حکم سارے اہل ایمان و سعادت کے لئے ہے اور خطاب اپنے محبوب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ آپ کو جو کتاب حکیم قرآن کریم عطا ہوئی ہے اس کی تلاوت کا التزام کرواور نماز قائم رکھو اور اس حقیقت کو واضح فرما دیا کہ نماز تمام برائیوں سے روکتی ہے اور ممنوعہ باتوں سے دور رکھتی ہے۔ ذکر الٰہی میں مشغول رہو کر اس سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ تم جو کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے ○ اہل کتاب سے مت الجھو البتہ عمدگی کے ساتھ ان کو سمجھاؤ البتہ ان میں جو زیادتی کرنے والے ہٹ دھرم ہیں ان کا استقامت کے ساتھ سامنا کرو اور بتا دو کہ ہم قرآن مجید اور ماقبل نازل شدہ کتب ربانی پر ایمان رکھتے ہیں ہمارا اور تمہارا معبود حقیقی ایک ہے اور ہم اللہ کی ہی عبادت کرتے ہیں ○ جیسے قرآن نازل کیا گیا آپ پر ویسے ہی جن پہلوں کو صحف عطا کئے تھے اس پر ایمان رکھتے ہیں اور پہلوں میں سے بھی چند ایمان لاتے ہیں آیات ربانی کا کافر ہی انکار کرتے۔

① اے حبیب ایہ واقعہ ہے کہ ابتدا ہی سے آپ پڑھنے اور لکھنے سے بری رہے اگر آپ پڑھتے اور لکھنے والے ہوتے تو یہ کفار و مخالفین اہل باطل شک وشبہ کرتے۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ
اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ
عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۵۰ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ
الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ۵۲
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ
وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ۵۳

بلکہ (یہ) قرآن کھلی ہوئی آیتیں ہیں ان کے دلوں میں کہ جن کو علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا کوئی انکار نہیں کرتے مگر ظالم ✳ اور کہتے ہیں اس پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہ نازل کی گئیں کہہ دو نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو بس کھول کر سنانے والا ہوں ✳ کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے البتہ اس میں رحمت اور نصیحت ہے اس قوم کے لئے جو ایمان لاتے ہیں ✳ کہہ دیجیے میرے اور تمہارے درمیان گواہی کو اللہ کافی ہے وہ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین کے اندر ہے اور وہ جو جھوٹ پر ایمان لائے اور اللہ کا منکر ہوئے وہی زیاں کار ہیں ✳ اور وہ آپ سے جلدی عذاب مانگ رہے ہیں اور اگر وقت مقرر نہ ہو چکا ہوتا تو پھر ان پر عذاب آ چکتا اور البتہ وہ ان پر دفعتہً آئے گا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی ✳ (۳۳۹۱ تا ۳۳۹۵) ۳۲۷۲ (۴۹/۴۹ تا ۵۳ ✳ ت:ج

۴۹۔ یہ قرآن کریم ایسی آیات پر مشتمل ہے جو واضح طور پر حق پر دلالت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کا حفظ کرنا، تلاوت کرنا اور اس کی تفسیر آسان کر دی ہے۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے " میں تمہیں آزمانے والا ہوں اور تمہاری وجہ سے لوگوں کو بھی آزمانے والا ہوں اور تم پر ایسی کتاب نازل کروں گا جسے پانی نہ دھو سکے تم سوتے جاگتے اس کی تلاوت کرو گے (مسلم) یہ ایسی آیات بینات ہیں جو اہل کتاب کے علماء کے سینوں میں ہیں۔ آخر میں فرمایا "ہماری آیات کی تکذیب

2328

اور حق تلفی وہی ظالم کرتے ہیں جو حد سے تجاوز کرتے ہیں، تکبر کرتے ہیں اور جان بوجھ کر حق سے اعراض کرتے ہیں۔

۵۰۔ مشرکین کی سرکشی اور ضد کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی نشانیاں اور معجزات طلب کر رہے ہیں
جن سے یہ ثابت ہو جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جس طرح حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کا معجزہ دکھایا تھا۔
اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو فرما رہا ہے کہ آپ انہیں کہہ دیجئے نشانیاں اور معجزات دکھانے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے
اگر اس کے علم میں ہوتا کہ تم ان نشانیوں کو دیکھ کر ہدایت حاصل کر لوگے تو وہ ضرور تمہارا مطالبہ پورا فرما دیتا لیکن وہ
خوب جانتا ہے کہ ایسے مطالبات سے تمہارا مقصد صرف ہٹ دھرمی سرکشی اور آزمائش ہے اس لئے وہ تمہاری فرمائش
کو پورا نہیں کرتا۔ ★ فرمایا "مجھے مبعوث فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ میں تمہیں صاف صاف ڈراؤں میری ذمہ داری
یہی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دوں باقی رہا ہدایت اور گمراہی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے (تفسیر ابن کثیر)

۵۱۔ کیا انہیں ہماری آیت کفایت نہیں کرتی جس کا وہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ ہم نے آپ پر ایسی کتاب
نازل فرمائی ہے جو حق بولتی ہے اور دیگر کتب سماویہ کی تصدیق کرتی ہے حالانکہ آپ نے وہ کتابیں
پڑھی نہ تھیں۔ ان کے سامنے ان کی لغت ہر زمان و مکان میں پڑھی جاتی ہے اس لئے یہ آیت
ان کے لئے لازوال اور ابدی ہے بخلاف دوسری آیات کے کہ وہ دیر تک نہیں رہتیں اور ایک عرصہ کے بعد
ختم ہو جاتی ہیں اور وہ ہر جگہ بھی نہیں ہوتیں۔ بے شک اس عظیم الشان کتاب میں جو رہتی دنیا تک
رہنے والی ہے رحمت اور نعمت عظیمہ ہے اور پند و نصیحت ہے ایسے لوگوں کے لئے جن کا ارادہ
ایمان لانے کا ہے انہیں سرکشی اور ہٹ دھرمی سے کوئی غرض نہیں۔

۵۲۔ فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ کافی ہے مجھ سے اور تم سے جو کچھ صادر ہوتا اس سے وہ مطلع ہے۔
جانتا ہے ان امور کو جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں منجملہ ان کے میرا اور تمہارا حال ہے۔ اور وہ لوگ
جو ایسی چیزوں پر ایمان لائے جو باطل ہیں جیسے اصنام اور شیاطین وغیرہ۔ اور کفر کیا اللہ تعالیٰ کے
ساتھ، حالانکہ اس پر (اللہ تعالیٰ) ایمان لانا واجب ہے اور اس پر ایمان لانے کے موجبات اور
دلائل و براہین بھی قوی و مضبوط ہیں۔ وہی لوگ خاسر یعنی آخرت کے بیع میں وہ گھاٹا پانے والے ہیں
اس لئے کہ ایمان دے کر کفر کو خرید لیا (روح البیان)

۵۳۔ اور یہ کفار آپ سے وقوع عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر اس کی میعاد مقرر نہ ہوتی تو وقت

سے پہلے ہی ان پر عذاب آ چکا ہوتا اور وہ عذاب ان پر اچانک آئے گا کہ ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی ۔ (تفسیر ابن کثیر)

لغوی اشارے ۞ صُدُور : سینے صدر کی جمع ۞ یَکْفِهِمْ : کیا ان کے لئے کافی نہ ہوا ۞ مُسَمًّى : مقرر کردہ، اسم نام ۞ بَغْتَةً : ایک دم، اچانک، یکایک ۞ یَشْعُرُونَ : منفی/ وہ نہیں سمجھتے (ا

تفہیمی خلاصہ ۞ قرآن کریم کی مشہور و واضح آیات اہل علم (حفاظ قرآن) کے سینوں میں محفوظ ہیں صرف ظالم ہی آیات کا انکار کرتے ہیں ۞ کفار و مشرکین کا یہ کہنا کہ کیوں نہیں اتارے گئے معجزات اور نشانیاں آپ پر جیسا کہ (پیغمبران سابقہ پر اترے) رب تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اے حبیب ان سے فرما دیجئے کہ معجزات و نشانیاں تو دست قدرت میں ہے اس کے اختیار میں ہے میں تو واضح طور پر ڈر سنانے والا ہوں ۞ ان لوگوں کے لئے کیا یہ بس نہیں کہ ہم نے آپ کے سینہ اطہر پر اپنا کلام نازل فرمایا جس کی ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہے یقیناً قرآن مجید ہی رحمت اور ذکر و نصیحت ہے اہل ایمان کے واسطے ۞ اے حبیب آپ فرما دیں کہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ اور وہی علم رکھتا ہے زمین و آسمانوں کے درمیان جو کچھ ہے اور وہ بڑے گھاٹے اور نقصان میں ہیں جو باطل پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں ۞ وہ لوگ عجیب ہیں جو عذاب کے اترنے کی جلدی کرتے ہیں میعاد مقرر کردی گئی ہے اس کے اترنے کی اگر وقت مقرر نہ ہوتا تو وہ عذاب آجاتا جب اپنے وقت پر وہ نازل ہوگا تو اب یکایک کہ انہیں ہوش و حواس تک نہ رہے گا ۔

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكٰفِرِينَ ۝٥٤ يَوْمَ
يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٥٥ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ
فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ۝٥٦ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ قف ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ
وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِينَ ۝٥٨ الَّذِينَ
صَبَرُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا
اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝٦٠

وہ آپ سے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں (ذرا سی دیر ہے) جہنم یقیناً گھیرے گی ان کافروں کو * جس دن ڈھانپ لے گا انھیں عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا لو اب چکھو اپنے کرتوتوں کا مزہ * اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو میری زمین بڑی کشادہ ہے سو میری ہی تم عبادت کیا کرو * ہر ایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤگے * اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے انھیں ہم ٹھہرائیں گے جنت کے بالاخانوں میں رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کتنا عمدہ صلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا * وہ جنھوں نے (ہر حال میں) صبر کیا اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں * اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ہیں جو اٹھائے نہیں پھرتے اپنا رزق اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے انھیں بھی اور تمھیں بھی اور وہ سب باتیں سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے * (۲۹/۵۴ تا ۶۰ * ت: ض)

۵۴۔ "اور وہ عذاب جلدی آجانے کا آپ سے درخواست کرتے ہیں" اس جملہ کا دوبارہ ذکر تاکید کے لئے ہے اور بلا شبہ جہنم کافروں کو بلا شبہ گھیرنے والی ہے یعنی جس روز عذاب آئے گا اس روز جہنم کافروں کو گھیر لے گی یا یہ مطلب ہے کہ اس وقت بھی کافروں کو جہنم گویا گھیرے ہوئے ہے کیونکہ کفر و معاصی ان کو گھیرے ہوئے ہیں اور یہ داخلہ جہنم کے موجبات ہیں گویا اس وقت بھی دوزخ ان کو گھیرے ہوئے ہے۔

۵۵ - جس روز کہ عذاب اوپر سے اور ان کے قدموں کے نیچے سے ان کو گھیر لے گا یعنی ہر طرف سے احاطہ کرے گا
اور (اللہ یا اللہ کے حکم سے کوئی فرشتہ) کہے گا جو کچھ تم کرتے تھے اس (کی سزا) کا مزہ چکھو

۵۶ - اے میرے ایمان دار بندو میری زمین فراخ ہے سو خاص میری ہی عبادت کرو۔ یعنی اگر اپنی
موجودہ قیام سکونت میں (کسی ممانعت کی وجہ سے) میری عبادت نہیں کر سکتے ہو تو میری زمین وسیع ہے
دوسری جگہ جا کر میری ہی عبادت کرو۔ مقاتل اور کلبی نے کہا اس آیت کا نزول کمزور مسلمانوں کے حق میں
ہوا جو (کمزوری کی وجہ سے) مکہ میں رہ گئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ مکہ کے اندر رہ کر اگر تم ایمان کا اظہار
نہیں کر سکتے ہو تو وطن چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جاؤ جہاں آزادی کے ساتھ اظہار ایمان کر سکتے ہو
جیسے مدینہ منورہ وغیرہ کیونکہ میری زمین تنگ نہیں ہے

۵۷ - ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے یعنی جس طرح چکھنے والا کسی چیز کا مزہ چکھتا ہے اسی طرح
موت کی تلخی اور تکلیف ہر شخص پائے گا لہٰذا تم موت کے خوف سے شرک کے قیام میں پڑے نہ رہو
بلکہ اللہ کی عبادت کرکے موت کی تیاری کرو * پھر تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے
یعنی ہم تمہارے اعمال کا بدلہ دیں گے اس لئے تم اللہ کی راہ میں ہجرت کرو اس کی جزا ہم تم کو
عنایت کریں گے ۔ (تفسیر مظہری ج:۷)

۵۸ - اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے منجملہ ان کے ہجرت دینی ہے ہم انہیں جگہ دیں گے ۔ غرفے
بہشت کے اونچے اور بہترین مکانات مراد ہیں جو موتیوں اور زبرجد اور یاقوت سے بنے ہوئے ہیں ۔ اسے
غرفا اس لئے فرمایا کہ بہشت اوپر کی جہت میں ہے اور دوزخ نیچے کی طرف * ان کے نیچے نہریں جاری
ہیں اور وہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اعمال صالحہ والوں کے لئے بہت اچھا اجر ہے یہی بہشت کے بالاخانے

۵۹ - وہ لوگ جنہوں نے کفار و مشرکین کی اذیتوں اور دینی ہجرت میں تکالیف و دیگر دکھ درد برداشت
کئے اور وہ اپنے جملہ امور میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے رہے اور یہ توکل قوت ایمانی سے ہوتا ہے جب
انسان ایمان میں کمال حاصل کرلیتا ہے کہ وہ نہ صرف کفر و معاصی سے بلکہ اموال و ارزاق کے تفکرات سے فارغ ہو جاتا
اس کے لئے وطن غربت برابر ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے جملہ تکالیف کا مداوا اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب
ہی سمجھتا ہے ۔ (روح البیان)

۶۰- بہت سے زمینی جانور ہیں جو اپنی روزی کا آپ بندوبست نہیں کر سکتے ہوا کے پرندے اور زمین کے سوراخوں میں رہنے والوں کو وہی روزی دیتا ہے پھر کیا تم کو نہ دے گا یا تم کو بھول جاوے گا نہیں ہرگز نہیں وہ سننے والا جاننے والا ہے (تفسیر حقانی)

لغوی اشارے ○ محیط : ہر طرف سے گھیر لینے والا ○ یغشاھم : ان پر چھا جائے گا ○ واسعۃ : فراخ، کشادہ، لمبی، چوڑی ○ ذائقۃ : چکھنے والی ○ غرفا : اونچے مکان جنت کے اندر شاندار منزلیں ○

تفہیمی خلاصہ ○ وہ عذاب لانے کے لئے آپ سے جلدی کر رہے ہیں بلاشبہ جہنم ان کافروں کو اپنے حصار میں لے لے گی ○ جب ان پر عذاب آئے گا تو انھیں ان کے اوپر سے اور قدموں کے نیچے سے گھیر لے گا تب ان سے کہا جائے گا اپنے اعمال بد اور کرتوتوں کا مزہ چکھو ○ اطاعت گزار بندوں سے خطاب کر کے بندو جو مشرف بہ ایمان ہوئے ہو یقیناً میری زمین بڑی کشادہ اور فراخ ہے لہذا تم میری عبادت کرو ○ ہر نفس کو موت کا مزہ ذائقہ چکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ پھر سب کو میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے ○ جن لوگوں نے ایمان لایا اور اچھے اعمال کیے ان کے لئے جنت کے عظیم الشان بالاخانے مختص ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ وہاں بفضل الٰہی ہمیشہ قیام پذیر ہوں گے اچھے عمل کرنے والوں کے لئے بہت خوب عمدہ اجر ہے ○ یعنی ان کا جنھوں نے ہر حال میں صبر و تحمل کیا اور اپنے پروردگار پر کامل بھروسہ کیا ○ اور بہت سے ایسے جاندار چرند پرند وغیرہ ہیں جو زمین پر رینگتے چلتے پھرتے اور فضاؤں میں اڑتے ہیں اپنا رزق خود جمع نہیں کر پاتے اللہ تعالیٰ انھیں بھی رزق عطا کرتا ہے اور تمہیں بھی یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور ہر چیز جاننے والا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ ٦١ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ٦٢ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ ٦٣ ع وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ
اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ
۝ ٦٤ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ
اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ ٦٥ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ وقفة فَسَوْفَ
يَعْلَمُوْنَ ۝ ٦٦

اور اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے (تمہارے) زیر
فرمان کیا تو کہہ دیں گے اللہ نے۔ تو پھر یہ کہاں الٹے جا رہے ہیں ○ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس
کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر
چیز سے واقف ہے ○ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے نازل کیا پھر اس سے زمین
کو مرنے کے بعد (کس نے) زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن ان میں سے
اکثر نہیں سمجھتے ○ اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام)
تو آخرت کا گھر ہے کاش یہ (لوگ) سمجھتے ○ پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے
(اور) خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے
تو جھٹ شرک کرنے لگ جاتے ہیں ○ تاکہ جو ہم نے ان کو بخشا ہے اس کی ناشکری کریں اور فائدہ
اٹھائیں (سو خیر) عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا ○ (۲۹/۶۱ تا ۶۶ × ت: ج)

۶۱- کفار کی دو عملی تعجب کہ اگر ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے سورج
چاند کس کے حکم کے مطابق اپنے طبعی فرائض انجام دے رہے ہیں کس کی بندگی کا طوق ان کے گلے میں
آویزاں ہے تو کہتے ہیں زمین و آسمان کا خالق صرف اللہ ہے اور سورج اور چاند بھی اسی کے حکم سے

بے چون و چرا معروف خدمت ہیں اور ساتھ ہی اپنے اصنام کو بھی خدا مانتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں
عجیب ہیں یہ لوگ کہ ایسی چیزوں کو الوہیت اور خدائی میں اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں جن کا آفرینش عالم
یا تدبیر عالم میں قطعاً کوئی حصہ نہیں

۶۲۔ کفار مسلمانوں کو عار دلایا کرتے کہ تم کہتے ہو کہ تم خدائے برحق کے پرستار ہو جو ہر چیز کا مالک ہے لیکن تمہاری
خستہ حالی کا یہ عالم ہے۔ کیا خدا کو ماننے والے ایسے (خستہ حال اور بدحال اور ایسے پریشان) ہوا کرتے ہیں۔ اس کا رد
فرمایا کہ دولت کی کثرت و قلت حق و باطل کی شناخت کا کوئی معیار نہیں۔ اللہ اپنے بندوں کے حالات خوب جانتا
جانتا ہے دولت کی تقسیم اس کی حکمت کے موافق کی جاتی ہے اس کی حکمت کو تم نہیں جان سکتے (ضیاء القرآن)

۶۳۔ اور اگر آپ ان (اہل مکہ) سے دریافت کریں کہ اوپر سے کون پانی اتارتا ہے پھر زمین کو اس کے مرجانے کے
بعد پانی سے زندہ کون کرتا ہے تو وہ یقیناً کہیں گے اللہ ہی ایسا کرتا ہے یعنی اہل مکہ مقر ہیں کہ تمام چیزوں
کو پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے موجودات بسیط ہوں یا عناصر کے مرکبات، اصول ہوں یا فروع سب
موجد اللہ ہے اس کے سوا کوئی اور نہیں لیکن اس اقرار کے باوجود اللہ کی عبادت میں ایسی مخلوق کو شریک
کرتے ہیں جو کچھ بھی اختیار نہیں رکھتی۔ آپ کہہ دیجئے اللہ کا شکر ہے۔ یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے آپ
کو مشرکوں کی گمراہی سے محفوظ رکھا یا (کافر اس بات میں) آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ کی دلیل کو اللہ نے
غالب کر دیا۔ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں کہ ان کا عمل کتنا برا ہے (کہ) وہ اللہ کو ہر چیز کا
موجد بھی کہتے ہیں پھر اس کی عبادت میں پست ترین مخلوق کو شریک بھی بناتے ہیں۔

۶۴۔ اور نہیں ہے یہ دنیا کی زندگی مگر جی کا بہلاوا اور کھیل اور دار آخرت ہی دار حیات ہے۔ "دنیا
کی مشغولیت آدمی کو ان چیزوں سے روک دیتی ہے جو ابدی زندگی میں کام آنے والی ہیں۔ اللہ کی ساری
عبادتیں اور فرمانبرداریاں دنیا میں شامل نہیں ان کا شمار تو امور آخرت میں ہے کیونکہ ان کا نتیجہ
اور پھل آخرت میں حاصل ہوگا۔ "اگر وہ جانتے ہوتے" کہ دنیا فانی ہے اور آخرت لازوال (تفسیر مظہری)

۶۵۔ وہ کفار جن کے اوصاف ذکر ہو رہے وہ اپنی تجارات و دیگر ضروریات کے لئے جب کشتیوں پر
سوار ہوتے ہیں اور ہوا کے جھونکوں اور دریا کی موجوں سے جب کشتیاں چکر کاٹتی ہیں اور انہیں ڈوبنے
کا خطرہ لاحق ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں درانحالیکہ وہ دین میں اہل ایمان کی طرح

خلوص ظاہر کرتے ہیں وہ غیر اللہ کو نہیں پکارتے ٭ جب اللہ تعالیٰ نجات دیتا ہے غرق ہونے سے سلامتی
نصیب ہوتی ہے وہ صحیح سالم ساحلوں پر آ جاتے ہیں اس کے بعد اپنی پرانی عادت سے شرک کی طرف لوٹ آتے ہیں ۔

۶۶ ۔ تاکہ ہو جائیں ہماری دی ہوئی نعمت نجات کے ساتھ بوجہ شرک کفر کرنے والے حالانکہ ان پر لازم
تھا کہ نجات پانے کے بعد شکر خداوندی میں مشغول رہتے تاکہ عبادت اصنام اور ان کی محبت کے انہماک میں
مجتمع ہو کر نفع اٹھاتے ٭ اس کا انجام اور نتیجہ جان لیں گے جب عذاب الٰہی اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے ۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ⊘ سَخَّرَ : اس نے کام میں لگا دیا ، اس نے بس میں کر دیا ⊘ یُؤفَکُونَ : پھیرے جاتے ہیں
⊘ لَهْوٌ : سنجیدگی چھوڑ کر مزاح کی طرف میلان اور جھکاؤ ، کھیل تماشہ ⊘ لعب : کھیل ، بازیگر ، کھلاڑی و
رَکِبُوا : وہ سوار ہوئے ⊘ فُلْکٌ : کشتی ، جہاز ⊘ یَتَمَتَّعُونَ : فائدہ حاصل کرتے ہیں ۔ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ⊘ اگر کفار و مشرکین سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج چاند کو
کس نے تابعدار بنایا تو ان کا جواب ہوگا اللہ نے پھر کس لئے وہ اللہ کی قدرت سے منہ موڑتے ہیں ⊘ اللہ تعالیٰ
رب العلمین اور قدرت والا ہے اپنی مرضی سے جس کو چاہے اس کا رزق بڑھاتا ہے اور جس کا چاہے محدود کرتا
ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے ⊘ اگر ان سے پوچھا جائے کہ بارش آسمانوں سے کون اتارتا ہے جس سے
بنجر زمین کو دوبارہ زرخیز بنا دیتا ہے تو وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ اے محبوب ! آپ فرمایئے
تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کا شکر ہے کہ حق واضح ہو گیا بلکہ ان لوگوں میں سے زیادہ بے عقل ہیں
⊘ یہ دنیوی زندگی واقعتاً کھیل تماشہ ہے اور حقیقی حیات تو اخروی زندگی ہے جہاں مرنا نہیں
کاش اس واقعی بات کو وہ جان لیتے ⊘ پھر جب وہ کشتی یا بحری سفر کے لئے سوار ہوتے ہیں
تو اللہ تعالیٰ مالک حقیقی سے دعائیں مانگتے ہیں اخلاص کے ساتھ اپنے دین کو خالص بناتے ہوئے پھر
سلامتی کے ساتھ کشتی جب خشکی کو چھو لیتی ہے تو مبتلائے شرک ہو جاتے ہیں ⊘ وہ جتنا چاہیں
کفران نعمت کریں ان عنایات انعامات کا جو ہم نے عطا کی ہیں جتنا چاہے لطف اندوز ہو جائیں
بہت جلد وہ حقائق جان جائیں گے ⊘

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ
أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ
مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ
وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾ ع

اور کیا انھوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں ○ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ○ اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ○

(۲۹/۶۷ تا ۶۹ * ت:ک) 13/6/12

۶۷۔ اپنا ایک عظیم الشان احسان مکہ والوں کو یاد دلایا جا رہا ہے کہ ملک عرب میں کہیں امن نہیں ہر طرف لوٹ کھسوٹ کا گرم بازاری ہے کسی کی جان، کسی کا مال محفوظ نہیں۔ ہم نے تم کو حرم شریف کا پڑوسی بنا کر ہر قسم کی دست درازیوں سے بچا لیا ہے اس لئے کہ تم صرف مجھے جو تمہارا خالق بھی ہوں اور رازق بھی، اپنا الٰہ اور معبود بنا لو۔ تم نے میری عبودیت و بندگی کا رشتہ تو گلے سے اتار کر پھینک دیا اور ۳۶۰ اصنام کو اپنا خدا معبود اور حاجت روا سمجھ رہے ہو آخر ناشکری اور احسان فراموشی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے (ضیاء القرآن)

۶۸۔ جب انھوں نے اللہ پر دروغ بندی کی اور حق کی تکذیب کر دی تو کیا جہنم کے اندر یہ قیام و قرار کے مستحق نہیں ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کو معلوم نہیں کہ جہنم کے اندر کافروں کو قرار گاہ ہے تکذیب حق اور اللہ پر افترا بندی کی ان کو جرأت ہوئی (تفسیر مظہری)

۶۹۔ وہ لوگ جنھوں نے ہمارے لئے یعنی ہماری رضا کے حصول کے لئے اپنی جملہ وسعتوں طاقت کو صرف کیا (اعدائے ظاہر و باطن کا مقابلہ کرنے) ہم ان کو رضا پر چلنے کی راہوں اور اپنی جناب تک پہنچنے کی رہبری کریں گے یعنی وہ حضرات جنھوں نے مشرکین کے ساتھ جہاد کیا محض ہمارے دین کی خاطر تو ہم ان کی شہادت

مغفرت و رضوان کی رہبری کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت محسنین کے لئے ہے یہاں معیت سے دنیا میں نصرت و اعانت و عصمت اور آخرت میں ثواب و مغفرت مراد ہے۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ۝ حَرَمًا: حرم، بنا ہوا جگہ، ادب کا مقام، مکہ معظمہ کا ایک مخصوص حصہ جس کی حدود میں اللہ تعالیٰ نے اس کے ادب کی وجہ سے بعض چیزوں کو حرام کر دیا ہے ۝ اٰمِنًا: امن والا، پرامن ۝ وَيُتَخَطَّفُ: جھپٹ لئے جاتے ہیں، اچک لئے جاتے ہیں ۝ حَوْلَهُمْ: ان کے ارد گرد، آس پاس (ل ق)

تفہیمی خلاصہ ۝ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو جائے امن و سلامتی بنایا ہے اور لوگ ہیں کہ اس کے اطراف اور آس پاس اچک لئے جاتے ہیں پھر کیا (وہ) جھوٹ اور باطل پر یقین کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا کفران کرتے ہیں ۝ اس سے بڑھ کر اور کون ظلم و زیادتی کرنے والا ہے جو اللہ پر افترا کرے یعنی جھوٹ باندھے اور حق و صداقت کی تکذیب کرے جب اس کے نزدیک آئے کیا دوزخ کفار کا ٹھکانا نہیں ہے ۝ اور جن لوگوں نے راہ حق میں محنت و مشقت کی سعی و کاوش کی یقیناً ضرور بالضرور ہم ان کو اپنی راہوں کی طرف رہبری فرمائیں گے بلا شبہ اللہ تعالیٰ نیکوں محسنین کے ساتھ ہے ۝